© rasailojaraid.com

مسلم علم الہیئت کی مختصر تاریخ

(۲)

جناب شبیر احمد خاں صاحب ایم، اے، ایل ایل، بی سابق رجسٹرار
امتحانات اتر پردیش۔ علی گڑھ

۳۔ اموی ملوکیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت اور سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی منصب خلافت سے دستبرداری کے بعد اموی خاندان برسر اقتدار آیا اس کے ساتھ "ملک عضوض" کا دور دورا شروع ہوا " ملک عضوض" کے ساتھ "رجعت پسندی" نے سر اٹھایا اور زمانہ جاہلیہ کے توہمات کا احیا رہوا۔

اموی ملوکیت کو تین ذیلی ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: آل حرب کا عہد آل مروان کا عروج، مروانیوں کا زوال:۔

الف۔ اُمیہ بن حرب کی اولاد۔ ۴۰ھ۔ ۶۴ھ یہ ذیلی دورا میر معاویہ ان کے بیٹے یزید اور پوتے معاویہ بن یزید کی حکومت پر مشتمل ہے۔ امیر معاویہ نے تاریخ کے فن کی سرپرستی کی، بلکہ ان کی تشجیع ہی سے یہ فن ظہور میں آیا[1]۔ یزید کا عہد ظلم وستم میں گذرا۔ اس کا بیٹا معاویہ چند دن ہی خلیفہ رہا۔

اس ذیلی دور میں نجوم کا کوئی چرچا سننے میں نہیں آتا۔

ب۔ آل مروان کا عروج۔ ۶۴۔ ۱۰۱ھ معاویہ بن یزید کے خلافت سے دستبردار ہونے کے بعد شامیوں نے مروان کو اور اہل حجاز نے عبداللہ بن زبیر کو

(۱) کتاب الفہرست: ۱۳۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلیفہ بنا لیا۔ اس کے بعد بڑی سخت خانہ جنگی ہوئی، جس میں انجام کار عبداللہ بن زبیر کو شکست ہوئی اور مروان کا بیٹا عبدالملک باضابطہ خلیفہ ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ولید اور پھر سلیمان خلیفہ ہوا۔ سلیمان نے اپنے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو خلافت کے لئے نامزد کیا۔ موخرالذکر دو سال کی مختصر خلافت کے بعد راہی ملک بقا ہوئے۔

عبدالملک اپنے زمانہ کے فقہاء میں محسوب ہوتا ہے۔ مگر اموی ملوکیت اپنی جلو میں جن خرابیوں کو لائی تھی، اس کا علم و فضل بھی انھیں فروغ پذیر ہونے سے نہ روک سکا۔ وہ خود نجوم (جوتش) کا معتقد تھا۔ ہوا یہ کہ عبداللہ بن زبیر نے ایک فوج شامیوں کے خلاف بھیجی۔ عبدالملک نے اس کے مقابلہ کے لئے اپنے بھائی کو بھیجا۔ مگر عین لڑائی کے موقعہ پر اسے جنگ موقوف کرنے کے لئے کہلا بھیجا کیونکہ بقول مسعودی:-

"قد کان مع عبد الملک منجم مقدم وقد اشار علی عبد الملک ان لا تحارب له خیل فی ذلک الیوم فانه منحوس ولیکن حربه بعد ثلاث فانه ینصر" (۱)	عبدالملک کے پاس ایک نجومی تھا جو اس کا بڑا مقرب تھا۔ اس نے عبدالملک کو مشورہ دیا تھا کہ اس دن اس کے سوار جنگ نہ کریں کیونکہ وہ منحوس دن ہے بلکہ جنگ تین دن بعد ہو۔ کیونکہ (اس دن) فتح و نصرت نصیب ہوگی۔

مگر ابھی "عرب کے سوز دروں" پر "عجم کا حسن طبیعت" غالب نہ آیا تھا، لہٰذا اکبر محمد بن مروان اس ڈھکوسلے کو خاطر میں نہ لایا اور بھائی سے کہلا بھیجا۔

"لا التفت الی زخارف منجمک" (۲) — میں تمہارے نجم کی خرافات کو درخوراعتنا نہیں سمجھتا۔

(۱) مسعودی: مروج الذہب بر حاشیہ کامل ابن الاثیر جلد سادس صفحہ ۴۴ (۲) ایضاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مگر آخر تا بکے۔ نجوم حکما اور اطبا کے ذریعے اُمرا اور دربار میں مقبول ہو رہا تھا ان میں سب سے زیادہ اس نے خالد بن یزید بن معاویہ کو متاثر کیا۔ مگر جیسا کہ شروع میں عرض کیا گیا اس کے سیاسی و معاشی اسباب تھے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

طے یہ پایا تھا کہ عبدالملک کے بعد خالد بن یزید خلیفہ ہو گا۔ مگر استقلال سلطنت کے بعد عبدالملک کی نیت بدل گئی اور اس نے کسی نہ کسی طرح خالد بن یزید کو خلافت سے دستبردار ہونے پر مجبور کر دیا (۱)۔ لہذا وہ حصول خلافت سے مایوس ہو کر از دیاد جاہ و ثروت کی خاطر کیمیا اور رہوسی کی طرف مائل ہو گیا اور اس غرض سے یونانی اور قبطی زبانوں سے کیمیا کی کتابیں عربی میں ترجمہ کرائیں۔ انھیں کیمیا کی کتابوں کے ساتھ اس نے طب اور نجوم کی کتابیں بھی ترجمہ کرائیں۔ ابن الندیم لکھتا ہے :-

"الذی عنی باخراج کتب القدماء فی الصنعة خالد بن یزید بن معاویه ... وهو اول من ترجم له کتب الطب والنجوم وکتب الکیمیا۔" (۲)	پہلا شخص جس نے علم کیمیا کے اندر متقدمین کی کتابوں کو ترجمہ کرانے کے ساتھ اعتنا کیا، خالد بن یزید بن معاویہ ہے ..... وہ پہلا شخص ہے جس کے لئے طب، نجوم اور کیمیا کی کتابیں ترجمہ کی گئیں۔

خالد بن یزید کو محض نجوم (جوتش) ہی کے ساتھ دلچسپی نہیں تھی۔ بلکہ شاید سائنٹفک علم الھیئت سے بھی دلچسپی تھی۔ اس فن میں اس نے قدماء کی کتابوں کے علاوہ غالباً ان کے آلات رصدیہ کو بھی جمع کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس بطلمیوس کا کرہ بھی تھا جو تانبے کا بنا ہوا تھا اور جو امتداد زمانہ کے ساتھ مصر کے

(۱) کتاب الفہرست : ۴۹۷ (۲) کتاب الفہرست : ۳۳۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فاطمی خلفاء کے کتب خانہ میں پہونچا۔ وہاں اسے ابن السنجری نے دیکھا تھا، چنانچہ ابن القفطی اس سے نقل کرتا ہے:۔

"فرائیت من کتب النجوم والهندسه والفلسفة خاصة ستة الاف وخمسمائة جزء وکرة نحاس من عمل بطلیوس وعلیها مکتوب حملت هذه الکرة من الامیر خالد بن یزید بن معاویہ" (۱)

پس میں نے صرف نجوم، ہندسہ اور فلسفہ ہی کی ساڑھے چھ ہزار جلدیں دیکھیں۔ نیز ایک تانبے کا بنا ہوا کرہ بھی دیکھا جو بطلیموس کا بنایا ہوا تھا اور جس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ کرہ امیر خالد بن یزید بن معاویہ کے یہاں سے لایا گیا ہے۔

خالد بن یزید کو سائنٹفک علم الھیئت سے دلچسپی رہی ہو یا نہ رہی ہو مگر پہلی صدی ہجری گذرنے سے پہلے ہی ارصادی سرگرمیاں شروع ہوگئی تھیں چنانچہ حسب تحقیق البوریحان البیرونی پہلی صدی ہجری کے آخری عشرہ کے اندر قلمرو کے خلافت کے ایک غیر معروف مشرقی گوشہ (سجستان) میں باضابطہ فلکیاتی مشاہدات کا پتہ چلتا ہے۔ یہ مختلف سورج گہنوں کے ارصادات تھے جو سن ۹۰ اور سن ۱۰۰ ہجری کے درمیان کیے گئے تھے۔ غالباً انھیں ارصادات کی مدد سے شہر بست کے عرض البلد کا استخراج کیا گیا جو ۳۲ درجے نکلا۔ نیز شہر کے ارتفاع جدی کی مقدار ارصاد کے بعد ۳ درجہ ۱۰ دقیقہ نکلی۔ (۲)

یہ معلومات البیرونی کو ایک پرانی جعلی پر لکھی ہوئی "زیج" میں دستیاب ہوئی تھیں جو ایک شخص علی بن محمد الوشجردی الملقب بجاسوس الفلک کے پاس تھی (۳)

---

(۱) ابن القفطی: تاریخ الحکماء ص ۴۴۰۔ (۲) البوریحان البیرونی: تحدید نہایات الاماکن، ۲۶۷-۲۶۸

"وقد عثرت بغزنه علی زیج معمول علی سنی دقلطیانوس مکتوب فی رق عتیق۔ وفی آخره تعالیق لبعض المجتهدین بنکت المواليد وکسوفات شمسیہ مرصودة تواریخها فیما بین سنة تسعین وبین سنة مائة هـ

(۳) ایضاً صفحہ ۲۲۸ "الزیج الذی ذکرته باق فی ید علی بن محمد الوشجردی الملقب بجاسوس الفلک"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ج۔ مروانیوں کا زوال | حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعد مروانیوں کا زوال ہو گیا جس کے نتیجے میں ایک جانب ان میں عیش پرستی اور دوسری جانب توہم پرستی بڑھتی گئی۔ موخرالذکر کے ضمن میں نجوم اور رجوتش پر اعتقاد اعلیٰ طبقہ میں اپنے قدردان پیدا کرتا رہا۔ چنانچہ سیوطی نے حمادِ الراویہ سے روایت کی ہے کہ ولید بن یزید (۱۲۵ھ۔ ۱۲۶ھ) نے دو منجموں سے اپنا زائچہ بنوایا تھا اُس پر جماعت نے اُس کا دل رکھنے کے لئے ایک اور جھوٹی پیشین گوئی کی۔ سیوطی نے لکھا ہے:۔

"قال حماد الراویہ کنت یوماً عند الولید
فدخل علیہ منجمان۔ فقالا نظرنا فیما
امرتنا فوجدنا انک تملک سبع سنین
قال حماد فاردت ان اخدعہ فقلت
کذبا ونحن اعلم بالآثار وضروب العلم
وقد نظرنا فی ھذا فوجدنا انک
تملک اربعین سنۃ"(۱)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ولید ثانی کے زمانہ تک نجوم عربی ادب میں اچھی طرح متعارف ہو چکا تھا۔ اور اس فن میں عربی زبان کے اندر کافی کتابیں لکھی جانے لگی تھیں چنانچہ نجوم کی ایک کتاب "مفتاح النجوم" (جو افسانوی حکیم "ہرمس" کی تصنیف بتائی جاتی ہے)(۲) کا مخطوطہ جس کا ترجمہ سنہ ۱۲۵ھ میں ہوا تھا حسب تصریح نلینو حلانو کے کتب خانہ میں ہے۔ (۳)

---

(۱) السیوطی: تاریخ الخلفاء۔ ۱۷۱۔ (۲) کتاب الفہرست: ۳۷۳۔ (۳) نلینو: اول کتاب ترجم من الیونانیۃ الی العربیہ ... وہو ترجمہ کتاب عرض مفتاح النجوم المنسوب الی ھرمس الحکیم۔ وجد نسخۃ منہ فی المکتبۃ الامبراطوریۃ فی میلانو من مدن ایطالیہ ... وکان ترجمۃ الکتاب فی ذی قعدہ سنۃ خمس وعشرین ومائۃ ہجریۃ علم الفلک، تاریخہ عند العرب فی القرون الوسطیٰ صفحہ ۱۴۲-۱۴۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جہاں تک علم ہئیت کی خالص سائنٹفک سرگرمیوں کا تعلق ہے۔ اس دور میں بمنزلہ صفر نظر آتی ہیں ہشام بن عبدالملک (۱۰۵ - ۱۲۵ھ) کے زمانہ میں اس کا موقعہ آیا بھی تھا مگر اس نے حزم و احتیاط کی بنا پر اس کے ساتھ اعتنار کی جرأت نہیں کی۔ اس کی تفصیل یہ ہے:-

اسلام کے زرعی نظام میں زمین کی دو قسمیں ہیں: عشری اور خراجی عشری زمین کی پیداوار پر دسواں (اور بیسواں) حصہ مقرر ہے۔ خراجی زمین پر سالانہ لگان مقرر ہوتا ہے۔ مسلمانوں کا سال قمری ہوتا ہے جو سال شمسی سے گیارہ دن سے کچھ زیادہ کم ہوتا ہے۔ اس لئے ہجری سن کے اعتبار سے خراج کی واجب الادا تاریخ اصل واجب الادا تاریخ سے ہر سال گیارہ دن کم ہوتی جائے گی۔ ایران قدیم میں اس غرض سے سال شمسی کا جو ۳۶۵ ¼ دن کا ہوتا ہے اعتبار ہوتا تھا اور ہر ایک سو بیس سال کے بعد ایک مہینہ کا اضافہ کر دیا کرتے تھے۔[1] اس سے "نوروز" (جو ان کے یہاں خراج کے واجب الادا ہونے کی تاریخ تھی) کا وقت زیادہ نہیں بدلتا تھا۔

لیکن فتح اسلام کے بعد نوروز کی موقت اصلاح کا نظام مختل ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہشام کے عہد خلافت میں زمینداروں نے عراق کے گورنر خالد بن عبداللہ القسری سے اس کی اصلاح کی درخواست کی۔ اس نے اتنے اہم معاملے کو بطور خود انجام دینے سے منع کر دیا۔ البتہ اسے بغرض فیصلہ ہشام کے پاس روانہ کر دیا۔ مگر اس نے ازراہ احتیاط اس درخواست کو مسترد کر دیا کہ کہیں یہ "نسئی" کے بازاحیار کی شکل نہ اختیار کر لے جس کی قرآن نے اتنی شدت سے ممانعت کی تھی۔ البیرونی نے "آثار الباقیہ" میں لکھا ہے

(۱) البیرونی: کتاب التفہیم (فارسی) مرتبہ جلال ہمائی صفحہ ۲۲۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان الفرس کانو یکبسرنها فلما جاء الاسلام
عطل واخذ ذلك بالناس، واجتمع الدهاقنه
زمن هشام بن عبدالملك الى خالد
القسری فشرحوا له هذا وسالوه
ان یوخر النوروز شهراً فابی وکتب
الی هشام بذلك فقال انی اخاف
ان لا یکون هذا من قول الله
تعالیٰ انما النسئ زیادہ فی الکفر۔[1]

(۴) عباسی خلافت کا آغاز اموی "ملک عضوض" جس طبقہ کے لئے سب سے زیادہ آزاردہ ثابت ہوا، اہل عجم (ایرانی قوم) کا تھا۔ انھیں یوں بھی اپنی قومی عظمت و برتری کا[2] اور اس سے زیادہ عربوں کی فرومائگی کا احساس تھا، اس پر ستم یہ ہوا کہ امویوں نے ان کی تقلید میں ملوکیت پسند عرب اشراقیین نے انھیں بنظر تحقیر و تذلیل دیکھنا شروع کیا۔ ادھر اندرونی طور پر خود عربوں میں بنو ہاشم بالخصوص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد منصب خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے لہذا جلد ہی دونوں میں ایک طرح کا سمجھوتا ہو گیا اور اندر ہی اندر امویوں کے خلاف ایک خطرناک تحریک مستحکم ہوتی گئی۔ دوسری صدی ہجری کے ثلث اول کے خاتمہ پر ابومسلم خراسانی اس تحریک کا سربراہ تھا۔ اس نے علانیہ علم بغاوت بلند کیا۔ اموی خلیفہ کو ہر معرکہ میں ناکامی ہوئی، تاآنکہ زاب کی جنگ میں وہ مارا گیا اور امویوں کے بجائے عباسی برسر اقتدار آئے (۱۳۲ھ)۔

"زاب کی لڑائی" دو حکمراں خاندانوں کی جنگ نہ تھی، بلکہ عرب کے سوز دروں

---

(۱) ابوریحان البیرونی: الآثار الباقیہ۔ ۳۲۔ (۲) ابن جلجل: طبقات الاطباء والحکماء صفحہ ۵ و ۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور عجم کے حسن طبیعت" کا مقابلہ تھا اور اس میں موخر الذکر کی فتح ہوئی۔ عباسی چونکہ ایرانیوں کی مدد سے منصب خلافت پر فائز ہوئے تھے اس لئے نہ صرف ایرانی کار و بار حکومت ہی پر چھاگئے، بلکہ ان کی تہذیب و ثقافت کو بھی عربوں کی سادہ بدویانہ تہذیب پر غلبہ حاصل ہوگیا۔

منصور اور علم ہئیت کی ترقی

ایرانیوں کو اپنے علم و حکمت پر ناز تھا۔ وہ ایران ہی کو اس کا گہوارہ اولین سمجھتے تھے لہذا علوم دینیہ کے ساتھ علوم عقلیہ کو بھی خصوصی ترقی ہوئی اور دوسرے عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور (۱۳۶ - ۱۵۸ھ) ہی کے زمانے علمی ترقی کے ایک نئے باب کا افتتاح ہوا۔ چنانچہ اموی عہد کی علمی بے مائیگی کے شکوے کے بعد قاضی صاعد اندلسی لکھتا ہے:-

"پس جب اللہ تعالیٰ نے بنی امیہ کی جگہ ہاشمی (عباسی) خلافت قائم کی اور انھیں حکمرانی کا موقعہ دیا تو ہمتوں میں استواری بخشی اور فطانتیں بیدار ہوگئیں۔ اس خاندان میں پہلا شخص جس نے علوم و فنوں کی طرف توجہ کی خلیفہ ثانی ابو جعفر منصور تھا۔ جو فقہ میں دستگاہ عالی اور علوم فلسفہ بالخصوص نجوم میں کمال رکھنے کے ساتھ ساتھ ان علوم کا شائق اور اس کے ماہرین کا قدر داں تھا۔ (۱)

چنانچہ اس نے بادشاہ روم سے علوم عقلیہ کی کتابیں ترجمہ کراکر منگائیں۔ ابن خلدون لکھتا ہے۔

"فبعث ابو جعفر المنصور الی ملک الروم ان یبعث الیہ بکتب التعالیم مترجمۃ۔ فبعث الیہ بکتاب اوقلیدس	پس خلیفہ ابو جعفر منصور نے بادشاہ روم کو ریاضیات کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کراکر بھیجنے کے لئے لکھا۔ پس اس نے

(۱) قاضی صاعد اندلسی: طبقات الامم - ۷۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"وبعض کتب الطبیعیات۔ فقرأوھا المسلمون واطلعوا علی مافیھا وازدادوا حرصاً علی الظفر بمابقی منھا"(۱)

اقلیدس کی "اصول الہندسہ" اور طبیعیات کی کچھ کتابیں اسے بھیجیں۔ مسلمانوں نے انھیں پڑھا اور ان کے مضامین سے واقف ہوئے۔ اس سے ان کتابوں کیلئے جو روم میں باقی رہ گئی تھیں انکا شوق اور بڑھ گیا۔

منصور کو علوم عقلیہ میں سے نجوم کے ساتھ خصوصیت سے دلچسپی تھی۔ وہ بالطبع نجوم کا دلدادہ تھا، قاضی صاعد اندلسی کی تصریح اوپر مذکور ہوئی سیوطی نے بھی محمد بن علی خراسانی سے نقل کیا ہے:۔

"المنصور اول خلیفة قرب المنجمین وعمل باحکام النجوم (۲)

منصور پہلا خلیفہ ہے جس نے نجومیوں کو تقرب بخشا اور احکام نجوم پر عمل کیا۔

منصور کا منجم خاص نوبخت تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابوسہل بن نوبخت اس عہدہ پر فائز ہوا۔ دوسرا منجم ماشاء اللہ یہودی تھا جس نے نوبخت کے ساتھ مل کر بغداد کی بنیاد ڈالنے کی مہورت نکالی تھی۔

نجوم کے ساتھ منصور کے اسی شغف کے قصے سن کر ہندوستانی پنڈتوں کا ایک وفد بغداد پہونچا تھا۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

اس وقت بغداد میں عرب نظام فلکیات مروج تھا جسے "علم الانواء" کہتے تھے، کیونکہ اسی انداز پر ابراہیم بن حبیب الفزاری نے اپنی زیج "کتاب الزیج علی سنی العرب" مرتب کی تھی اور اسی انداز پر اس کے بیٹے محمد بن ابراہیم الفزاری نے منصور کے حکم سے "سدھانت" کا ترجمہ کیا تھا۔

---

(۱) ابن خلدون: مقدمہ: ۴۰۱ ۔ (۲) سیوطی: تاریخ الخلفاء ۔ ۱۸۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آیا خود "علم الانوار" پر بھی کوئی کتاب اس وقت لکھی گئی تھی، یہ سوال ہنوز تحقیق طلب ہے۔ ویسے بعد میں اس موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں جن میں سے کوئی بیس کے نام ابن الندیم نے "کتاب الفہرست" میں دیئے ہیں (۱)

دوسرا ہیئتی نظام ایرانیوں کا تھا، جس کی بنیاد "زیج شہریار" (زیک اشتریار) پر تھی، اس زیج کو ابوالحسن علی بن زیاد التمیمی نے عربی میں ترجمہ کیا تھا (۲) غالباً اسی پر نوبخت اور اس کی اولاد کا عمل تھا۔

یونانی علم الہیئت کی کتاب "المجسطی" کے ساتھ اعتنا کا کوئی حوالہ ہنوز نہیں مل سکا۔ مگر خیال ہوتا ہے کہ لوگ اس سے واقف ضرور تھے کیونکہ اول تو یہ انتہائی مشہور کتاب تھی، سریانی زبان کے علماء اس سے ضرور واقف ہونگے۔ دوسرے المجسطی کا مشہور مترجم حجاج بن یوسف بن مطر منصور کے دربار کا ایک معتمد علیہ فاضل تھا جس کی نگرانی میں بغداد کا ایک ربع تعمیر ہوا تھا۔

(۴)

اسی زمانہ میں (۱۵۶ھ بقول ابن الآدمی یا ۱۵۴ھ بقول ابوریحان البیرونی) ہندوستان کا ہیئتی نظام "سدھنتا" (سدھانت) بغداد میں داخل ہوا۔ چنانچہ قاضی صاعد اندلسی نے لکھا ہے:-

"ان الحسین بن محمد بن حمید المعروف بابن الآدمی ذکر فی زیجہ الکبیر المعروف بنظام العقد انہ قدم علی الخلیفۃ المنصور فی سنۃ ست وخمسین ومائۃ رجل من الہند عالم بالحساب المعروف بالسند ہند

حسین بن محمد بن حمید المعروف بن الآدمی نے اپنی زیج کبیر میں جو "نظام العقد" کے نام سے مشہور ہے لکھا ہے کہ الخ

(۱) کتاب الفہرست: ۳۴۲۔ (۲) ایضاً صفحہ ۱۳ (۳) ابوریحان البیرونی کتاب الہند ۲۰۸۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فی حرکات النجوم مع تعادیل معلومۃ
... فیکتاب یحتوی علی اثنا عشر
باباً وذکر انہ اختصرہ ....
فامر المنصور بترجمۃ ذلک الکتاب
الی اللغۃ العربیۃ وان یولف منہ
کتاب تتخذہ العرب اصلاً فی حرکات
الکواکب فتولی ذلک محمد بن ابراہیم
الفزاری وعمل منہ کتاباً یسمیہ
المنجمون بالسندہند الکبیر۔
... فکان اہل ذلک الزمان یعملون
بہ الی ایام الخلیفہ المامون"۔ (۱)

برہم سدھانت ہی کے ذریعے مسلمان مہندسین "جیب" کے تصور سے واقف ہوئے ورنہ یونانی اور ایرانی علم الھئیت میں "اوتار" ہی کے ذریعے مثلثاتی حسابات کئے جاتے تھے۔ علم المثلثات کی ترقی میں مسلمانوں کا یہ پہلا قدم تھا۔

اس زمانہ کے مشہور ہیئت داں حسب ذیل تھے :۔

ابراہیم بن حبیب الفزاری : سمرہ بن جندب فزاری کی اولاد میں سے تھا۔ نجوم و ہیئت میں دستگاہ عالی رکھتا تھا اور اس فن کی کئی کتابوں کا مصنف ہے جیسے قصیدہ فی علم النجوم، کتاب المقیاس الزوال، کتاب الزیج علی سنی العرب، کتاب العمل بالاصطرلاب المسطح والکتاب العمل بالاصطرلاب المسطح"

محمد بن ابراہیم الفزاری : علم ہیئت اور کواکب کی سیر و گردش کا فاضل

---

(۱) طبقات الامم ۔ ۴۹ ۔ (۲) ابن القفطی : تاریخ الحکماء ۔ ۵۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نیز نجومی پیشین گوئی کا ماہر تھا۔ اسی نے خلیفہ ابوجعفر منصور کے ایما سے "سدھانت" کا عربی میں ترجمہ کیا جو "السند ہند" کے نام سے عرصہ تک مسلمانوں میں متداول رہا اور پھر اسی کے انداز پر اپنی زیج تیار کی جو البیرونی کے مطالعہ میں رہی تھی۔

یعقوب بن طارق: "سدھانت" کو عربی میں منتقل کرنے میں محمد بن ابراہیم الفزاری کا شریکِ کار تھا۔ ہندوستانی ہیئتی وفد کے ایک رکن کی مدد سے اس نے قدیم ہندو علم الہیئت کے "ادوار اربعہ" (چترزیگ) کو عربی میں منتقل کیا تھا۔ علم الہیئت میں اس کی خاص تصنیف "کتاب ترکیب الافلاک" ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تصانیف میں "کتاب تقطیع کردجات الجیب" "کتاب ما ارتفع من قوس نصف النہار" "کتاب الزیج المحلول فی السند ہند" بھی ابن الندیم کے زمانہ (۳۷۸ھ) تک مشہور تھیں۔ (۱)

الطبری: حسب تصریح ابن واضح الیعقوبی ان لوگوں میں تھا جن کی نگرانی میں انجینیروں نے بغداد کو تعمیر کیا تھا۔ غالباً اس کا پورا نام عمر بن فرخان الطبری ہے جو تاریخ اسلام کے چار حذاق مترجمین میں محسوب ہوتا ہے۔ اس نے بطلمیوس کی "کتاب الاربعہ مقالات" کی شرح لکھی تھی جسے ابو یحییٰ بطریق نے عربی میں ترجمہ کیا تھا۔

نوبخت: منصور کا منجم خصوصی تھا، اسی نے امام نفس زکیہ کے مقابلے میں منصور کی فتح کی پیشین گوئی کی تھی۔ اور جب لڑائی میں منصور کی فوج کامیاب ہوئی تو نوبخت خلیفہ کو فتح کی مبارکباد دینے آیا۔ جس کے صلے میں اسے ایک بڑی جاگیر عطا ہوئی (۲)۔ نوبخت ہی نے ماشاء اللہ کے ساتھ ملکر بغداد کا سنگ بنیاد رکھنے کی مہورت نکالی تھی۔

ماشاء اللہ: منصور کے زمانہ کا بہت بڑا جوتشی تھا، نجوم اور جوتش کی

---

(۱) کتاب الفہرست: ۳۸۸ (۲) ابن الاثیر: کامل جلد خامس ص ۱۲۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

متعدد کتابوں کا مصنف ہے جن میں سے اکثر قرونِ وسطیٰ میں لاطینی میں ترجمہ کی گئیں۔ اس کی تصانیف میں ابن الندیم نے اصطرلاب سازی پر بھی کئی کتابوں کا نام لیا ہے جیسے "کتاب صنعۃ الاصطرلابات والعمل بھا" اور "کتاب ذات الحلق"(۱)

ان منجمین اور ہیئت دانوں میں حسب تصریح ابن القفطی ابراہیم بن حبیب الفزاری کو شرف اولیت حاصل ہے۔ عہدِ اسلام میں وہ پہلا فاضل ہے جس نے اصطرلاب بنایا۔ اس کی کتاب تسطیح الکرہ اس فن میں بعد کے مسلمان ماہرین اصطرلاب کا ماخذ تھی چنانچہ ابن القفطی لکھتا ہے:-

"وھو اول من عمل فی الاسلام اصطرلابا وله کتاب فی تسطیح الکرۃ منه اخذ کل الاسلامیین"۔(۲)

وہ پہلا شخص ہے جس نے عہدِ اسلام میں اصطرلاب بنایا۔ تسطیح کرہ کے موضوع پر اس نے ایک کتاب تصنیف کی تھی جو تمام مسلمان اصطرلاب سازوں کا ماخذ ہے۔

منصور کے بعد خلیفہ ابوجعفر منصور نے ۱۵۸ھ میں وفات پائی اور اس کا بیٹا مہدی کے نام سے اس کا جانشین ہوا۔ اس کا بیشتر وقت زندقہ و الحاد کے استیصال میں گذرا۔ زندقہ کی بیخ کنی کے لئے "صاحب الزنادقہ" کے نام سے ایک خصوصی پولیس افسر کو مقرر کیا۔ ان انتظامی معاملات کے ساتھ اس نے علمی سرپرستی کو بھی جاری رکھا:۔ متکلمین کو بلا کر زنادقہ کے رد میں کتابیں لکھوائیں۔(۳) اس کے ایماء سے اس کے نصرانی کاتب ابو نوح نے جاثلیق طیماثوس کے ساتھ مل کر ارسطو کی کتاب "طوبیقا" (کتاب الجدل) کو سریانی سے عربی میں منتقل کیا، نیز ارسطا طالیس منطق کی پہلی تین کتابوں "قاطیغوریاس" "باری ارمینیاس" اور "انالوطیقا" اور فرفوریوس کی "ایساغوجی" کا عربی میں ترجمہ کیا۔

(۱) کتاب الفہرست ۲۸۶ ۔ (۲) ابن القفطی: تاریخ الحکماء ۱۰۹ ۔ (۳) مروج الذہب برحاشیہ کامل ابن الاثیر جلد دہم صفحہ ۱۴۱ - ۱۴۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیگر علوم کے علاوہ نجوم کے ساتھ بھی سرکاری سرپرستی جاری رہی۔ دربار میں متعدد نجومی تھے جن کا رئیس اور افسر اعلیٰ توفیل بن توما الرہادی تھا۔ اس کی حذاقت فنی کے بارے میں ابن القفطی کہتا ہے۔

"توفیل بن توما النصرانی المنجم الرہاوی وکان ھذا المنجم بغدادی دھو رئیس منجمی المھدی وکان خبیراً بحوادث النجوم ولہ فی احکام النجوم اصابات عجیبۃ (۱)

توفیل بن توما عیسائی مذہب نجومی تھا جو شہر رہا کا رہنے والا تھا مگر بعد میں بغداد ہی میں متوطن ہوگیا تھا۔ وہ مہدی کے نجومیوں کا رئیس اور سردار تھا۔ نجومی حوادث سے باخبر تھا۔ احکام نجوم میں اس کی پیشین گوئیاں تعجب خیز طور پر صحیح ثابت ہوتیں۔

مہدی نے ۱۶۹ھ میں وفات پائی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ہادی کے نام سے تخت خلافت پر متمکن ہوا، مگر سال بھر بعد ہی راہی ملک عدم ہوا۔ اور مہدی کا دوسرا بیٹا ہارون الرشید (۱۷۰-۱۹۳) اس کا جانشین ہوا۔

ہارون اور برامکہ

ہارون کا عہد خلافت برامکہ کے عروج و زوال کی داستان ہے برامکہ کے مورث اعلیٰ بلخ کے مشہور بدھ معبد "نوبہار" کے متولی "مہموک" (پرمکھ [illegible]) رہے تھے۔ اسی لئے یہ خاندان برمکی کہلاتا تھا وہ علم دوستی و علم نوازی اس خاندان نے اپنے اسلاف سے ورثہ میں پائی تھی انھیں نے ہندوستانی علوم بالخصوص ہندی طب کو بغداد میں متعارف کرایا۔ انھیں کے ایما سے سلما الحرانی نے ارسطا طالیسی منطق کی پہلی تین کتابوں اور ایساغوجی کا تیسری مرتبہ (غالباً براہ راست یونانی سے) عربی میں ترجمہ کیا

(۱) تاریخ الحکما ر-۱۰۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھا۔ انھیں کی سرپرستی میں حجاج بن یوسف بن مطر نے اصول اقلیدس کا ترجمہ کیا۔ (۱)
مگر ریاضی و ہیئت کی تاریخ میں برمکی خاندان کے دو کارنامے مشہور ہیں:-

(۱) بطلیموس کی کتاب المجسطی یونانی علم ہیئت کا شاہکار ہے جسے بطلیموس قلوڈی نے تصنیف کیا تھا۔ اس وقت کے برمکی وزیر یحییٰ بن خالد کی خواہش تھی کہ اس کتاب کا عربی میں اسی پایہ کا ترجمہ کیا جائے جس پایہ کی اصل ہے۔ بہت سے لوگوں نے اس کا ترجمہ کیا۔ مگر یحییٰ برمکی کو پسند نہ آیا۔ آخر میں انھوں نے یہ کام مشہور مترجم سلمائے حرانی اور ابو حسان کے سپرد کیا اور انھوں نے مختلف مترجمین سے اس کے ترجمے کرائے۔ ان میں جو بہترین تھا اسے یحییٰ کے سامنے پیش کیا۔ ابن الندیم لکھتا ہے:-

"اول من عنی بتفسیرہ و اخراجه الی
العربیة یحییٰ بن خالد بن برمک
فسرہ جماعة فلم یتقنوہ و لم یرض
ذلک۔ فندب لتفسیرہ ابا حسان
وسلم صاحب بیت الحکمة فاتقناہ
و اجتهد فی تصحیحه بعد ان احضر
النقلة المجودین۔ فاختبر نقلهم
واخذ بافصحه و اصحه" (۲)

---

(۱) چنانچہ حجاج نے مامون کے عہد میں اصول اقلیدس کا جو ترجمہ کیا تھا اس کے دیباچہ میں مرقوم ہے:- ہارون الرشید کے عہد خلافت میں یحییٰ بن خالد بن برمک کی جانب سے حجاج اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کرنے پر مامور ہوا۔ جب مامون تخت خلافت پر بیٹھا تو ... حجاج نے اس کے التفات خسروانہ کو حاصل کرنے کے لئے ترجمہ کی تنقیح کے ساتھ اس کتاب کی تلخیص کی۔
T. L. Heath: Thirteen Book of Euclid vol I P 71

(۲) الفہرست ۳۷۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن الندیم نے لکھا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ حجاج بن یوسف بن مطر نے بھی المجسطی کا ترجمہ کیا تھا۔[1]

(۲) عہد اسلام کی پہلی رصدگاہ :- عام طور پر رصدگاہ ماموفی (سن قیام ۸۲۱ء) کو عہد اسلام کی پہلی رصدگاہ بتایا جاتا ہے۔ مگر جہاں تک قابل رسائی تواریخ کا تعلق ہے شرف اولیت جندی ساپور کی رصدگاہ کو پہونچتا ہے جو یحییٰ بن خالد برمکی کے عہد وزارت میں قائم ہوئی تھی۔ اس کا سربراہ احمد بن محمد النہاوندی تھا جس نے اس رصدگاہ کے فلکیاتی مشاہدات اور دوسری تحقیقی دریافتوں کو اپنی زیج میں قلمبند کیا تھا، جس کا نام اس نے "المشتمل" رکھا تھا۔ اس سے پہلے کسی اور رصدگاہ کا پتہ نہیں چلتا۔ ابن یونس جیسے محقق ہیئت داں کا یہی خیال ہے ..... چنانچہ وہ اپنی زیج میں لکھتا ہے

"ولا اعلم بین رصد بطلمیوس و
بین رصد اصحاب الممتحن رصداً
الا رصد احمد بن محمد النہاوندی
الحاسب بمدینہ جندی سابور
فی ایام یحییٰ بن خالد بن برمک فانہ
رصد ارصاداً اثبتہا فی زیج سماہ المشتمل"[2]

ابن یونس نے رصدگاہ جندی ساپور کی دریافتوں میں سے آفتاب کی حرکت وسطی کو نقل کیا ہے جس کے متعلق وہ کہتا ہے کہ احمد النہاوندی نے اپنی اور ابرخس کی رصدوں کے تفاوت کو درمیانی عرصہ سے تقسیم کرکے فارسی سال کے اندر "وسط شمس" کی مقدار دریافت کی تھی جو "یا کط مہ م م" (۱۱-۲۹-۴۵-۴۰-۴۰) تھی اور یہ مقدار مبسوط ہوکر "شط: ہ م م" (۳۵۹-۴۵-۴۰-۴۰) ہوتی ہے۔ وہ لکھتا ہے:۔

(۱) الفہرست ۳۷۴۔ (۲) ابن یونس: الزیج الکبیر الحاکمی، مطبوعہ پیرس ۱۸۰۴ء صفحہ ۱۴۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"واثبت فيه وسط الشمس فى السنة
الفارسية يا كط مه م م يكون
مسبوطا شط مه م م دا ا ه استعمل
القسمة فيما بين رصد ه و رصد ا
ابرخس " (۱)

اگر برامکہ کچھ دن اور برسر اقتدار رہ جاتے تو شاید علوم حکمیہ کو اور مزید فروغ ہوتا۔ مگر بدقسمتی سے ۱۸۰ھ میں یہ علم دوست و علماء نواز خاندان اپنے آقائے ولی نعمت کے شکوک وشبہات کا شکار ہو گیا۔ ہارون نے جس طرح ان کو ثریا تک بلند کیا تھا، اسی طرح تحت الثریٰ میں پھینک بھی دیا۔ ان کی بربادی و استیصال کے ساتھ علمی سرپرستی کا کارخانہ بھی درہم برہم ہو گیا۔ اہل فضل و کمال جو برامکہ کی نوازشوں سے فیض یاب ہو کر علم و حکمت کی ترقی میں مصروف تھے، بددل ہو کر خانہ نشین ہو گئے۔

۱۹۳ھ میں ہارون نے بھی وفات پائی اور اس کی وصیت کے مطابق اس کا بیٹا امین جو اس کی ملکہ زبیدہ کے بطن سے تھا تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ مگر جلد ہی دشمنانِ دولت کے کہنے میں آکر دوسرے بھائی مامون سے لڑ بیٹھا۔ امین و مامون کی لڑائی دو بھائیوں کی برادرانہ خانہ جنگی نہ تھی، بلکہ "عرب کے سوزِ دروں" اور "عجم کے حسن طبیعت" کا آخری معرکہ ثابت ہوئی جس میں موخرالذکر کی فتح ہوئی اور مامون کی خلافت کے ساتھ اسلام کی علمی تاریخ میں ایک نئے باب کا افتتاح ہوا۔

---

(۱) الزیج الکبیر الحاکمی : ۱۴۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"تاثرات"

بیگم صاحبہ، مرحوم ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی

وچیرمین اردو بورڈ دہلی

"تاثرات"

ڈاکٹر اسمار سعیدی کے مجموعۂ کلام گلہائے فکر پر ماہ کے برہان میں تبصرہ ہو چکا ہے، بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبدالعلیم مرحوم کے "یہ تاثرات" — اسی مجموعے سے متعلق ہیں، تبصرے کی اشاعت کے بعد شاید برہان میں اس خط کی اشاعت ضروری نہیں تھی، خط میں قلبی تاثرات کو سادہ صاف، ستھرا ادبی رنگ میں پیش کیا گیا ہے، اچھا ہے۔ اس طرح بیگم صاحبہ کا مکتوب محفوظ ہو جائے گا اور اسمار بھی خوش ہو جائیں گی۔ (ع)

پیاری بیٹی اسماء۔ دعائیں

تمہارے کئی خطوط مجھ کو ملے لیکن میں تم کو جواب نہیں دے سکی کیونکہ بیٹی تم جانتی ہو کہ میرا دل و دماغ غم و اندوہ کے بوجھ سے قابو میں نہیں رہتا۔ جب تمہاری کتاب گلہائے فکر مجھے ملی تو اس میں تمہاری تصویر دیکھ کر دل بھر آیا۔ تمہاری محبت میں ایک مرتبہ پھر خود کو آئی کتاب پڑھ کر اور تمہاری محبت و خلوص سے بھر پور اشعار دیکھ کر آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب اُمنڈ پڑا، دل و دماغ کے سیماب پردوں پر یادوں کے نقوش اُبھرتے ڈوبتے رہے۔ "آہ ڈاکٹر عبدالعلیم" کے اشعار پڑھتی رہی اور ماضی کی وادیوں میں کھوئی رہی جب اس شعر پر پہنچی ؎

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیوں موتی باغ کی ہے فضا اس قدر حزیں کیوں آج وہ مناظر تاباں نہیں رہے

تو دلی کا موتی باغ یاد آ گیا جہاں تم سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ تمہارے خلوص کی ڈاکٹر صاحب بھی بہت قدر کرتے تھے اور میں تو ہمیشہ ہی تمھیں ایک محبت کرنیوالی بیٹی کی طرح چاہتی رہی تھی۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ زندگی ایک سراب کی مانند ہے اور میرے خواب کسی شیشے کے محل طرح گر کر پاش پاش ہو جائیں گے۔ اب نہ تو میرے لئے موتی باغ ہے اور نہ دلی کی کشادہ سڑکیں اور چمکتی دمکتی زندگی صرف ایک گوشہ تنہائی ہے اور مرحوم کی یاد کو سینے سے لگائے بیٹھی ہوں بقول تمہارے ؎

آتا نہیں یقین کچھ اس دل کو آہ کل تک تھے جو حیات وہ انساں نہیں رہے

مایوسیوں میں کون امید میں بندھائے گا

وہ چارہ ساز حسرت و حرماں نہیں رہے

تمہارے اشعار آنسوؤں اور دلی جذبات میں ڈوبی ہوئی موتیوں کی لڑیوں کی طرح ہیں دل و جذبات کی ملی جلی تصویر اور محبت کی زبردست عکاسی تمہارے ایک ایک شعر سے عیاں ہے۔ یہ تمہاری تحریر نہیں بلکہ مجسم محبت اور خلوص انسانی ہے جس نے تمھیں قلم اٹھانے پر مجبور کر دیا خدا کرے تمہاری دعا باری رحمت میں قبول ہو ؎

مرقد پہ ان کے رحمتیں یارب تری رہیں

احکام سے جو تیرے گریزاں نہیں رہے

پس ماندگاں کو صبر کی توفیق کر عطا

یارب وہ تیرے بندۂ ایماں نہیں رہے"

بیٹی تم نے ایک نظم "نور بیگم ڈاکٹر عبدالعلیم" بھی اپنی کتاب میں شامل کی ہے۔ پڑھ کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تمھاری محبت اور قدر میرے دل میں بہت بڑھ گئی یہ تمھاری محبت اور قدر دانی ہے کہ تم نے مجھے اور میرے متعلقین کو سراہا۔ میرے رہنے سہنے کے طریقے پر گفتگو اور خلوص پر، مہماں نوازی اور عطیات خلوص پر اور نزاکت و نفاست پر طبع آزمائی کی ہے ؎

حسن و رعنائی کا جہاں دیکھا ہم نے کیا آپ کا مکاں دیکھا
کیا سلیقہ مگر یہاں دیکھا گھر نظر سے بہت سے گزرے ہیں
ہر گھڑی ایک مہماں دیکھا فیض و فیاضی و کرم کے سبب

پڑھتے پڑھتے جب اس شعر پر پہنچی ؎

گھر کے ذروں کو کہکشاں دیکھا آپ سے اور علیم صاحب سے

آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی جاری ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب کی یاد دل پر ایک کچوکہ بن کر لگتی ہے تو کچھ نہیں اچھا لگتا۔ کیسی عید اور بقر عید؟ کسقدر خوش ہوتے تھے ڈاکٹر صاحب ایسے موقعوں پر اب تو تمھارا خیال ہے ؎

یہ سویوں کا حسن رنگ و بُو
منیر کو ایک بوستاں دیکھا

ایک خواب لگتا ہے۔

"بچوں کی محفل" بھی تم نے خوب لکھی ہے کتنی عمیق نظریں ہیں تمھاری افشاں ارشد اور منٹو کی حرکات و سکنات کو شعری جامہ زیب کرنا تمھارے ہی بس کی بات ہے بچوں کی ذہانت شرارت اور نفسیاتی تجزیہ تم نے اپنے اشعار میں بہت خوبصورتی سے کیا ہے ؎

باہم لڑائیاں بھی باہم ملاپ اس میں
بچوں کی انجمن ہے نفرت نہیں ہے جس میں

آخیر میں تم نے علیم صاحب کا شکریہ اس طرح ادا کیا ہے ؎

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

احسان و مہربانی و شفقت کا شکریہ
حالِ زبوں پہ لطف و عنایت کا شکریہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی مہربانیوں کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ کاش کہ تمہاری کتاب اُن کی زندگی میں چھپ کر آگئی ہوتی تو وہ کس قدر خوش ہوتے وہ نہ صرف اپنوں کے لئے کرتے تھے بلکہ غیروں کی بھی ہمدردی اور بھلائی کرتے تھے شاید اللہ تعالیٰ کو ان کی یہی ادا پسند آجائے اور ان کے سارے گناہوں کو رب العزت معاف فرما کے ان کو جنت الفردوس میں بہترین جگہ عنایت کر دے ہم سب کی دلی تمنا اور خواہش ان کے لئے یہی ہے۔ بیٹی تمہارا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ

شرمندۂ کرم تو انھیں سے رہے ہیں لوگ
اپنے لئے کسی سے پشیماں نہیں رہے

تمہاری خالہ جان تمھیں بہت یاد کرتی ہیں، کبھی علی گڑھ آنے کا پروگرام بناؤ تم سے ملنے کو بہت جی چاہتا ہے۔ اخیر میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ تم نے اپنی محبت میں ہم لوگوں کو یاد رکھا اور اپنا مجموعۂ کلام "گلہائے فکر" مجھے بھیجا۔ ہم لوگوں کی طرف سے اپنی امی کو سلام کہنا اور بہن کو دعا۔

(تمہاری) عصمت، بیگم علیم، علیگڑھ

بقیہ صفحہ ۳۰۴

عربی الفاظ عربی ٹائپ میں اور اردو الفاظ نستعلیق کتابت میں ہیں۔ البتہ عربی اور انگریزی کا ٹائپ جتنا باریک استعمال کیا گیا ہے اور اس کے لئے چھپائی میں جتنی احتیاط ضروری تھی اس میں کمی رہی کہیں حروف اُڑے اُڑے سے ہیں اور کہیں روشنائی بھر سی گئی ہے تاہم حروف پڑھنے میں آتے ہیں شروع میں عنوانات کی فہرست بھی دی جاتی تو افادیت اور بڑھ جاتی۔

بہر حال کتاب بہت مفید اور جامع ہے امید ہے کہ عربی سیکھنے کے شائقین اس فائدہ اٹھائیں گے۔

(طارق دہلوی)

© rasailojaraid.com